سعدیہ عابد

سعدیہ عابد

ناولٹ

تو ہی میرا سائبان

''ہدیم شاہ کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے''۔

''یہ تو مشکل ہی نہیں ناممکن بھی نظر آرہا ہے''۔
''مشکل و ناممکن جیسے الفاظ ہدیم شاہ کی ڈکشنری

میں سرے سے موجود ہی نہیں ہیں' اس نے جو چاہا وہ پالیا۔ ایک بار جو چیز نگاہ کو بھاگئی سمجھو وہ دسترس میں آ گئی''۔

''مائنڈ اٹ ہدیم شاہ! وہ کوئی چیز نہیں ایک جیتا جاگتا وجود ہے جس نے تمہیں اور تمہاری ہر پیشکش کو ٹھکرا دیا اور تم اسے زیر بار کرنے کو بے چین ہو''۔ اویس درانی نے اسے آئینہ دکھانے کی کوشش کی تھی ہدیم شاہ' شہر کے سب سے بڑے صنعت کار کا اکلوتا لخت جگر' دولت کی ریل پیل نے اسے بہت بگاڑ دیا تھا۔ مسز شاہ کو پارٹیوں سے اور مسٹر شاہ کو بزنس ڈیلنگ سے فرصت نہیں تھی۔ ہدیم شاہ نے آنکھ کھولتے ہی دنیا کی ہر شے اپنے سامنے پائی تھی اسی باعث وہ کافی ضدی ہو گیا تھا یونی ورسٹی میں ان کا چار لڑکوں کا گروپ تھا صنف نازک ان کی زندگی میں آتی جاتی رہتی تھیں۔ جس میں سب ہی ایک سے ایک امیر اور بگڑے ہوئے نام کروز ٹائپ لڑکے تھے اویس ان میں کچھ معقول تھا۔ ہدیم شاہ اور اس کی سوچ میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ لیکن یہ دس سال پرانے دوست تھے۔ ہدیم شاہ نے ہمیشہ وہ کام کیا جو دوسروں کے نزدیک قابل اعتراض تھا' ڈرنک' اسموکنگ' لڑکیوں کے ساتھ افیئر ز یہ سب اس کے لئے بہت معمولی تھا۔ لڑکیاں اس کی جائیداد اور زبردست پرسنالٹی سے متاثر ہوتیں اور کھنچی چلی آتیں اور ایسے میں ہدیم شاہ انہیں چند خوبصورت شامیں اور فقط ایک رات وان کر کے اپنے راستے بدل لیتا۔ وہ محبت کو نہیں مانتا تھا اس کے نزدیک پیسہ ہی سب کچھ ہے' جس سے وہ کچھ بھی خرید سکتا ہے لیکن وہ اپنی بے تحاشہ دولت اور پرسنالٹی کے باوجود متمول گھرانے کی پروردہ نازک سے سراپے سبز آنکھیں اور گلابی رنگت والی رخسار واحدی کو بے انتہا کوششوں کے باوجود متاثر نہیں کر سکا تھا رخسار واحدی کے ہر بار کے انکار سے اس کی انا بلبلا اٹھی اور اب وہ کسی بھی صورت اس کے غرور کو توڑنا چاہتا تھا۔ رخسار واحدی کو خود پر کوئی غرور یا فخر نہیں تھا وہ تو سیدھی سادھی عام سی لڑکی تھی' گھر کے مذہبی ماحول نے اس سر کو ڈھانپ کر لڑکوں کی دوستی سے بہت دور کر دیا تھا رخسار کی پوری یونیورسٹی میں صرف دو فرینڈز تھیں' رمشہ سے یونیورسٹی میں دوستی ہوئی اور ثانیہ اس کی بچپن کی دوست تھی۔ وہ ہدیم شاہ سے جتنا دور رہنے کی کوشش کر رہی تھی وہ' اتنا ہی اس کے پیچھے آ رہا تھا اب تک اس نے بہت نرم انداز میں اس کی دوست بننے سے انکار کیا تھا لیکن اب اس کی برداشت بھی جواب دینے لگی تھی کیونکہ وہ تینوں جہاں جاتیں وہ چاروں بھی موجود ہوتے اور انہیں متوجہ کرنے کی بھی کوشش کرتے۔ اویس ناپسندیدگی کے باوجود ان کا ساتھ ضرور دیتا تھا اور ساتھ ہی سمجھاتا بھی رہتا تھا۔

☆......☆......☆......☆

ثانی! تم پلیز کل میری خاطر آ جانا' مجھے اپنا اسائنمنٹ جمع نہیں کروانا ہوتا تو کبھی اتنا اصرار نہیں کرتی' چھٹی کر کے گھر بیٹھی ہوتی''۔

''یار! مجبوری ہے' مما تو آج بھی آنے نہیں دے رہی تھیں۔ لاہور سے مہمان آئے ہوئے ہیں تمہیں بتایا تو تھا''۔

''کوشش تو کر سکتی ہو رمشہ بھی نہیں آ رہی اس کے کزن کی شادی ہے۔ تم بھی نہیں آئیں تو میں اکیلے کیا کروں گی''۔

''تم اس سے ڈر گئی ہو''۔

''ڈری نہیں ہوں لیکن تم لوگوں سے سہارا رہتا ہے اس کی بدتمیزیاں کتنی بڑھ گئی ہیں۔ اکیلے دیکھ کر کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو میں نہیں چاہتی لوگ میرے متعلق کوئی بھی بات کریں''۔ رخسار ہاتھ مسلتے ہوئے فکرمندی سے کہہ رہی تھی۔

''دیکھو! میں صرف تمہاری وجہ سے آنے کی کوشش کروں گی' وعدہ نہیں کر سکتی اور تمہیں اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ایسا ہی ہے تو تم اسائنمنٹ جمع کروا کے واپس چلی جانا''۔ وہ دونوں باتیں کرتی ہوئی گیٹ تک پہنچ گئیں تھیں۔

''ڈرائیور آ گیا میں جاتی ہوں' تم پریشان نہ ہو' ہو سکتا ہے کل رمشہ آ جائے۔ میں فون کر کے پتہ کروں گی''۔ ثانیہ ہاتھ ہلا کے آگے بڑھ گئی تو وہ پوائنٹ کا انتظار کرنے لگی' پوائنٹ آنے میں ابھی دس منٹ باقی تھے وہ خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔

☆......☆......☆......☆

''آج ہماری بیٹی کا دل نہیں چاہ رہا تو چھٹی کر لے''۔

''نہیں بابا! اسائنمنٹ جمع کروانا ہے اور سمیسٹر کی ڈیٹ بھی آنے والی ہے''۔ وہ بے دلی سے کہتی بیگ و فائل اٹھا کر واحدی صاحب کے ساتھ ہی کھڑی ہو گئی وہ اسٹاپ تک ان کے ساتھ جاتی تھی اور وہاں سے پوائنٹ مل جاتا تھا رخسار بہت بے دلی سے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھ رہی تھی۔ ثانیہ نے فون کر کے آنے سے منع کر دیا تھا اس نے سوچا شاید رمشہ آ جائے' دل میں دعا کرتی کلاس میں داخل ہوئی تو سب سے پہلی نگاہ ہدیم شاہ پر پڑی جو اویس کے ساتھ فرسٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا یہ اس کی مخصوص سیٹ تھی۔ ہدیم شاہ نے اسے تنہا دیکھ کر ایک اسمائل پاس کی تھی جو وہ نظر انداز کرتی دوسری رو میں تھرڈ سیٹ پر تنہا ہی بیٹھ گئی تھی۔ مس نغمانہ لیکچر دیتے ہی جیسے گئیں وہ بھی فوراً اپنی چیزیں سمیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''آج تم اکیلی کیسے نظر آ رہی ہو ثانیہ اور رمشہ نہیں آئیں''۔ بیگ کاندھے پر ڈال کر آگے بڑھنے کو تھی جب ان کی کلاس فیلو ندا کے پوچھنے پر اسے مجبوراً رکنا پڑا۔

''بہت جلدی میں لگ رہی ہو''۔

''نہیں ایسی بات نہیں ہے' مجھے مس نغمانہ کو اسائنمنٹ دینا تھا۔ اس لئے اور تم سناؤ جویریہ کہاں ہے؟''

''اس کی تو اس وقت بوٹنی کی کلاس ہوتی ہے سر جمیل کی کلاس لو گی؟''

''نہیں آج مجھے جلدی گھر جانا ہے''۔ وہ دونوں باتیں کرتی ہوئیں مس نغمانہ کے آفس تک پہنچ گئیں تھیں رخسار ایکسکیوز کر کے آفس میں داخل ہو گئی اب اس کا ارادہ بس سے گھر جانے کا تھا اس نے ابھی لابی ہی عبور کی تھی کہ کسی سے ٹکرا گئی اور اس ٹکر میں ساری غلطی اس شخص کی ہی تھی۔

''دیکھ کر نہیں چل سکتے''۔ فائل اٹھا کر سیدھی ہوئی۔ تو ہدیم شاہ کو دیکھ کر اس کے ماتھے کی شکنوں میں کئی گنا اضافہ ہو گیا۔

''آپ خود کو سمجھتے کیا ہیں' اپنی ان اوچھی حرکتوں سے ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں''۔ ہدیم شاہ نے غصہ سے سرخ پڑتی' گلابی سوٹ میں چنری کا دوپٹہ سر پر جمائے رخسار کو بغور دیکھا ان 3 ماہ میں یہ پہلی بار تھا کہ وہ اس پر یوں غصہ ہو رہی تھی رخسار کا غصہ اس کے یوں بغور دیکھنے پر سوا نیزے پر جا پہنچا اور وہ ہر مصلحت بھلا بیٹھی۔

''آپ نہایت گھٹیا اور کمینے انسان ہیں آپ کو انسانیت تو چھو کر نہیں گزری''۔

''یو......!'' ہدیم شاہ! نے جارحانہ انداز میں اس کی کلائی تھامی تھی۔ جسے ایک جھٹکے سے چھڑا یا تھا۔

''دل میں تو آتا ہے ہدیم شاہ آپ کا منہ تھپڑ دوں سے لال کر دوں تا کہ آئندہ آپ کی ایسا کچھ بھی کرنے کی ہمت نہ ہو۔ لیکن میں آپ جیسے وحشی انسان کے منہ بھی نہیں لگنا چاہتی اور آج تو تم نے میرا راستہ روکنے کی غلطی کی ہے ایسی کوئی گھٹیا حرکت دوبارہ کی تو میں تمہارا حشر بگاڑ دوں گی تم کہیں کے لاٹ صاحب ہو گے لیکن تمہاری بدمعاشی کم از کم میرے سامنے نہیں چلے گی وہ اور کوئی ہوتیں ہوں گی جو تمہاری دولت سے مرعوب ہو کر تمہیں اپنا سب کچھ وان کر جاتی ہیں۔ مجھ سے تو دور ہی رہنے میں تمہاری بھلائی ہے''۔ رخسار غصہ سے ایک ایک لفظ پر زور دیتی اس کی حالت سے بے خبر پلٹ گئی وہ لڑکی اس کی اچھی خاصی عزت افزائی کر گئی تھی اس نے اسٹوڈنٹ کی دبی دبی ہنسی اور سرگوشیاں بہت ضبط سے

سنیں اور حذیفہ جو اس کو کچھ کہنے کے لئے آگے بڑھا تھا اس کو پرے دھکیلتے ہوئے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

☆......☆......☆......☆

آپ! مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟ وہ صوفے پر نیم دراز سگریٹ کے کش لگاتے ہدیم شاہ سے پوچھ رہی تھی۔

"اتنی نا سمجھ نہیں ہو کہ جان ہی نہ سکو کہ تم یہاں کیوں اور کس لئے لائی گئی ہو"۔ ہدیم شاہ نے اٹھ کر سگریٹ کو جوتے سے مسلتے ہوئے ایک سرسراتی نگاہ اس پر ڈالی اور بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کر دیا۔

"مجھے چھونے کی کوشش مت کرنا"۔ رخسار اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کرتی بری طرح رو رہی تھی۔

"جیسے میں تمہاری زبان کو نہیں روک پایا تھا اور تمہاری زبان سے نکلا ہر لفظ میرے منہ پر طمانچہ بن کر لگا تھا ٹھیک ویسے ہی تم میرے بڑھے ہاتھوں کو نہیں روک پاؤ گی۔ اور نہ ہی آج کے بعد کسی کو منہ دکھانے کے قابل رہو گی"۔

"پلیز ہدیم! مجھے چھوڑ دو' میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں"۔

"تم فریاد کرتیں' گڑگڑاتیں بالکل اچھی نہیں لگ رہی۔ چیخو' چلاؤ رخسار واحدی کچھ اور ایسا کہو جو مجھے اور غصہ دلا دے۔ وحشی' درندہ' سفاک یہی سب کہا تھا نا اس بھرے مجمعے کے سامنے' اب کیوں بولتی بند ہو گئی"۔ رخسار اپنا بازو چھڑانے کی کوشش میں ہلکان ہو گئی تھی اور ایک جھٹکے سے اسے آزاد کر دیا گیا وہ لڑکھڑا کر کارپٹ پر گر پڑی ہدیم شاہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

"شٹ اپ اویس! اس نے میری اتنی بے عزتی کی"۔

"تم اسی لائق تھے ہدیم شاہ اور مجھے آج خود پر غصہ آ رہا ہے کہ میں اتنے سال تم جیسے شخص کا دوست رہا جسے انسانیت چھو کر نہیں گزری"۔ اویس آگے جانے کیا کہتا کہ ہدیم شاہ نے سیل فون دیوار پر دے مارا۔ رخسار جو گیٹ عبور کرنے کو تھی' ڈر کر پل بھر کو رکی اور دوسرے ہی پل ہدیم شاہ اسے اندر دھکیل رہا تھا۔

"پلیز ہدیم شاہ! مجھے جانے دو' کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا؟ کس بات کی سزا دے رہے ہو؟"

"بگاڑا تو تم نے بہت کچھ ہے' اتنے لوگوں کے سامنے بے عزت کر کے بھی پوچھتی ہو کیا بگاڑا ہے"۔ ہدیم شاہ زور سے چیخا تھا وہ سہم کر دیوار سے جا لگی ہدیم شاہ نے ایک نگاہ اس کے گلابی چہرہ' سرخ متورم آنکھیں' لرزتے عنابی ہونٹ وہ ترلا سہمی سہمی سی اس پل بہت خاص لگی سب سے منفرد ہر ایک سے جدا وہ دل سے قریب محسوس ہوئی تھی۔ ہدیم شاہ رخ موڑ گیا۔

"تم غلط سوچتی ہو' آج تک ہدیم شاہ نے کسی کے ساتھ زبردستی نہیں کی یہ ضرور ہے وہ اپنی پسندیدہ شے حاصل کرنے کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔ اور تم پہلے میری پسند اب میری ضد ہو۔ تم نے ہمیشہ میری ذات کی نفی کی' دوستی کے لئے بڑھے میرے ہاتھ کو بے دردی سے جھٹک دیا اور یہ ہاتھ اب کبھی تمہاری جانب نہیں بڑھیں گے۔ لیکن رخسار واحدی یہ تم کبھی ثابت نہیں کر پاؤ گی آج جتنی ذلت میں نے اٹھائی ہے آج کا دن ڈھل جانے کے بعد اس سے کہیں زیادہ ذلت تمہاری منتظر ہو گی اور یہ میرا تم سے وعدہ ہے رخسار واحدی"۔ ہدیم شاہ مڑتے ہوئے چیلنج انداز میں کہہ رہا تھا رخسار نے خوفزدہ انداز میں اسے دیکھا جواب باہر کی جانب بڑھ رہا تھا وہ دوڑ کر اس کی راہ میں آ گئی۔

"تم مجھے یہاں ایسے چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہو؟ مجھے اتنی بڑی سزا مت دو ہدیم شاہ! میں مر جاؤں گی تمہیں خدا کا واسطہ ہدیم شاہ مجھے بخش دو' میں تم سے اپنے کیے کی معافی مانگتی ہوں' میں ان سب کے سامنے تمہارے قدموں میں گر کر اپنے کیے کی معافی مانگوں گی پلیز ایک بار مجھے یہاں سے جانے دو میرے ماں باپ یہ ذلت برداشت نہیں کر پائیں گے وہ جیتے جی مر جائیں گے ہدیم شاہ میرے کیے کی سزا ان کو مت دو میں تمہاری مجرم

ہوں' سزا دینی ہے تو مجھے دو میرے ماں باپ نے تمہارا کیا بگاڑا ہے مجھے ان کی خاطر یہاں سے جانے دو' میرے بوڑھے ماں باپ کے پاس عزت کے سوا کچھ نہیں ہے' میرے بابا کبھی سر اٹھا کر نہیں چل پائیں گے' میرے کیے کی اتنی بڑی سزا مت دو ہدیم شاہ' میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں میرا نہیں میرے والدین کا خیال کرو"۔ رخسار اس کے پاؤں پکڑے لرزتے وجود کے ساتھ فریاد کناں تھی ہدیم شاہ اس کے ٹوٹے بکھرے لہجے کے اتار چڑھاؤ میں کھو سا گیا اعتماد سے چلتی رخسار واحدی آج اس کے قدموں میں تھی۔

"ہدیم شاہ! میں تمہاری ہر سزا سہنے کو تیار ہوں' تم مجھ سے دوستی کرنا چاہتے تھے تو میں تم سے دوستی کرنے کے لئے تیار ہوں' جو تم کہو گے وہ میں کروں گی تمہاری ہر بات مانوں گی لیکن خدارا مجھے یہاں سے جانے دو"۔ رخسار اس کی خاموشی سے گھبرا کر وضاحت پر وضاحت دے رہی تھی' رو رہی تھی' چلا رہی تھی اور اس مٹی کے مادھو پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا وہ زمین پر بیٹھ کر تڑپ تڑپ کر اپنی بے بسی پر رو دی ہدیم شاہ نے اس کے بکھرے وجود کو دیکھا اور ایک فیصلے پر پہنچ کر باہر کی جانب بڑھ گیا اور اس کے پیچھے ہی رخسار واحدی تیز تیز قدم اٹھاتی رب کی شکر گزاری کے جذبات دل میں لئے پجیرو کے کھلے دروازے سے اندر بیٹھ گئی۔

"تھینکس ہدیم شاہ! میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی"۔ وہ کہہ کر رکی نہیں تھی ہدیم شاہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا' گزرے ڈیڑھ گھنٹے میں جانے کیا کچھ بہت گیا تھا ایک عذاب ہدیم شاہ پر رخسار واحدی کے لفظوں و نفرت کے روپ میں نازل ہوا تھا دوسرا عذاب رخسار واحدی پر اترا تھا جو اس واقعہ کے پندرہ منٹ بعد ہی کڈنیپ ہو چکی تھی لیکن جانے کس جذبے کے تحت یا اس کی فریاد سے ہدیم شاہ کا دل نرم ہو گیا کہ وہ اس کو واپس صحیح سلامت اس کے گھر کے دروازہ پر چھوڑ گیا تھا۔

☆......☆......☆......☆

تم کیسی دوست ہو رخسار! دو دن بعد میری منگنی ہے اور تم میری خاطر اتنا سا نہیں کر سکتیں"۔

"ثانی! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ورنہ میں ضرور تمہارے ساتھ چلتی"۔

"کچھ نہیں ہوا تمہیں بے فضول میں ڈیڑھ ماہ سے بستر پر پڑی ہو وہ تو اچھا ہوا یونیورسٹی آف ہو گئی ورنہ تمہاری چھٹیوں کا گراف جانے کیا رنگ دکھلاتا۔ اب بہانے مت کرو اور اٹھ جاؤ شرافت سے ورنہ میرے ہاتھوں پٹ جاؤ گی"۔ اس واقعہ کے بعد وہ آج گھر سے نکلی تھی اس بات کا ذکر اس نے کسی سے نہیں کیا تھا اور جب سے بیمار تھی۔

"میں تھک گئی ہوں ثانی! کتنا خریدو گی؟"

"تھک تو میں بھی گئی ہو' بس یہ ایک ٹائی لے لوں۔ پھر سامنے کافی شاپ میں چائے پینے چلیں گے"۔ ثانیہ نے کچھ بیگ اسے تھمائے اور وہ دونوں کافی شاپ میں آ گئیں۔

"کیا ہوا؟" رخسار نے اسے واپس اٹھتے دیکھ کر پوچھا تھا۔۔

"میں اپنا ہینڈ بیگ وہیں بھول آئی تم بیٹھو میں وہ لے کر آتی ہوں"۔ 10,5 پندرہ منٹ گزر گئے وہ نہیں لوٹی تو رخسار فکرمند ہو گئی اور اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر جاتی بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

"میری جان تو عذاب میں آ گئی ہے۔ حذیفہ اور فراز نے میرا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ میں پاگل ہو جاؤں گا اویس! وہ دونوں مجھے کمزور سمجھتے ہیں۔ جو کل تک میرے آگے دم ہلاتے پھرتے تھے۔ آج وہ مجھ ہی پر بھونک رہے ہیں۔ میری کوئی بات ان کے لئے معنی نہیں رکھتی میری تو جیسے کوئی اوقات ہی نہیں رہ گئی وہ سب میرا مذاق اڑا رہے ہیں کہ میں ایک لڑکی کو قابو نہیں کر سکا کہاں لڑکیاں میرے اشاروں پر ناچتی تھیں میں کچھ کر بیٹھوں گا اویس' مجھے اب پچھتاوہ ہو رہا ہے کہ میں نے اسے اتنے

آرام سے جانے کیسے دیا وہیں گولی سے اڑا دیتا تو فساد کی جڑ ہی ختم ہو جاتی۔ مگر مجھے جانے اس کے رونے تڑپنے سے کیا ہو گیا تھا۔ میں اپنی بے عزتی لوگوں کی ہنسی سب فراموش کر گیا''۔

''میں نے تجھ سے پہلے بھی کہا تھا بھول جا سب کچھ''۔

''کیسے بھولوں وہ حذیفہ کا بچہ مجھے بھولنے دے تب نا اس نے میری جان کھائی ہوئی ہے''۔

''ہوا کیا ہے کچھ پتہ بھی چلے''۔

''تیرے کہنے کی وجہ سے میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا اور اب وہ دونوں مجھے اس دو کوڑی کی لڑکی کے سامنے ہارا ہوا سمجھ رہے ہیں میں اب سب کچھ ان کو بتا دوں گا''۔

''پاگل ہوا ہے' اس طرح وہ تجھے اور کمزور سمجھیں گے کہ تو اس کو حاصل ہی نہیں کر سکا''۔

''تو بتا مجھے اب کیا کروں؟''

''وہ اڈیٹ لڑکی اس دن سے یونیورسٹی نہیں آئی''۔

''آتی بھی کیسے یار! بے شک تو نے اسے ایسے ہی چھوڑ دیا تھا۔ لیکن اب وہ تیرا سامنا کیسے کر سکتی ہے اور دیکھ تو نے اچھا ہی کیا تھا اسے چھوڑ کر تجھے لڑکیوں کی کمی نہیں ہے' وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہتی وہ منہ چھپا کر بیٹھ گئی ہے''۔

''لیکن میں ان کا کیا کروں جو کہتے ہیں کہ میری برتھ ڈے پارٹی میں وہ نہیں آئی تو ......! اور مجھے کسی بھی طرح اسے بلانا ہے اپنی شکست کو فتح میں' میں ضرور بدلوں گا''۔

''تو ایسا کچھ نہیں کرے گا' سنا تم نے ہدیم! تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔ کیوں اس کے پیچھے پڑ گئے ہو اور دیکھو جو غلطی پہلے تم نے کی تھی اب دوبارہ مت کرنا۔ میں تو سمجھا تھا یار تیرے اندر کا اچھا انسان جاگ گیا ہے۔ ورنہ وہ تو اس دن تیرے رحم و کرم پر تھی اور جب تم ایک دفعہ اسے بخش چکے ہو اور وہ اپنی تعلیم چھوڑ چکی ہے تو اسے بھول جانے میں ہی اس کی اور تمہاری بھی بھلائی ہے دیکھ! یار تو صرف میری خاطر کچھ غلط کرنے کا سوچ بھی نہیں''۔ اویس نے اسے کچھ کہنے کو پر تولتے دیکھ کر ناصحانہ انداز میں کہا اور ٹاپک چینج کر دیا۔

''تو پارٹی کہاں دے رہا ہے؟''

''اس دفعہ گھر پر انتظامات کر لئے ہیں' سمجھ نہیں آ رہا تھا کس ہوٹل میں ارینج کروں''۔

گڈ یار! یہ تو بہت اچھی بات ہے اب ہمیں چلنا چاہئے''۔ ہدیم شاہ نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا اور گاڑی کی چابی اٹھا کر والٹ میں سے پیسے نکال کر ٹیبل پر رکھے اور باہر نکل گیا رخسار عجیب سے انداز میں کچھ سوچ رہی تھی۔

☆......☆......☆......☆

''رخ! تم یہ کہہ رہی ہو مجھے یقین نہیں آ رہا''۔

''تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے یا نہیں' ابھی بتا دو کیونکہ تم نہیں جاؤ گی تب بھی مجھے وہاں ضرور جانا ہے''۔

''ٹھیک ہے تو تم شوق سے جاؤ' مجھے اس جیسے شخص کی پارٹی میں ہرگز نہیں جانا''۔

''پلیز ثانی! تم میری خاطر بھی وہاں نہیں چل سکتیں؟''

''تمہیں ہو کیا گیا ہے اتنا کچھ ہو جانے کے باوجود اور کہیں تمہیں اس نے بلیک میل کرنے کی کوشش تو نہیں کی''۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے' اس نے مجھے انوائٹ تک نہیں کیا ہے''۔

''تو تم کیوں مری جا رہی ہو' کہیں تم بھی اس کی پرسنالٹی اور جائیداد سے مرعوب تو نہیں ہو گئیں ورنہ تو یہ تم ہی تھیں جو اس کا نام سننے کی بھی روادار نہیں تھیں''۔

''تم نے جو سوچنا ہے سوچ لو' مگر یہ بتاؤ میرے ساتھ چلنا ہے نہیں؟''

''اور تمہیں جب یہی سب کرنا تھا تو اس دن کیوں اس کی سب کے سامنے اتنی بے عزتی کی تھی پہلے ہی اس سے محبت کی پینگیں بڑھالی ہوتیں''۔

''تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟ رخسار بڑی وقت سے بولی تھی۔

''یہی تو میں جاننا چاہتی ہوں''۔

''پلیز؟ ثانی! مجھ سے کچھ مت پوچھو' میں نہیں بتاؤں گی اور اگر تمہیں مجھ پر رتی برابر بھی بھروسہ ہے۔ تو میرے ساتھ چلو' ہم کچھ ہی دیر میں لوٹ آئیں گے اور یقین کرو ثانی اس نے مجھے بلیک میل نہیں کیا' میں اپنی مرضی سے وہاں جانا چاہتی ہوں' لیکن میں اکیلی وہاں نہیں جا پاؤں گی''۔ ثانیہ نے اسے دیکھا جواب رو رہی تھی۔ جانے کیا سوچ کر اس نے حامی بھر لی اور رات آٹھ بجے پک کرنے کا کہہ کر اس کے گھر سے باہر آ گئی۔

☆......☆......☆......☆

ثانیہ نے خاموشی سے لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ چلتی رخسار کو دیکھا تو اس سے رہا نہیں گیا۔

''رخ! سوچ لو ہم ابھی بھی واپس جا سکتے ہیں''۔

رخسار نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کیکو دائیں سے بائیں ہاتھ میں منتقل کیا' اور آنکھ میں آئے آنسو صاف کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی لان میں ہر جگہ گہما گہمی تھی' لڑکے لڑکیاں آپس میں گپ شپ میں مصروف تھے' رخسار نے ایک پل کو سوچا وہ یہاں سے بھاگ جائے لیکن وہ آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ سامنے ٹیبل پر کیک رکھا تھا اور پوری ٹیبل کینڈلز سے جگمگا رہی تھی' ہدیم شاہ کے ہاتھ میں چھری تھی اس کے بغل میں اویس اور باقی دوست بھی کھڑے تھے رخسار نے اسے دیکھا تو اپنی وہ بے بسی پھر سے یاد آنے لگی اس کی آنکھیں نم ہو گئیں رخسار نے بے دردی سے آنسو صاف کئے اور ہمت کر کے ٹیبل کے سامنے جا رکی۔

''ہیپی برتھ ڈے ہدیم شاہ!'' رخسار نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کیک اس کی طرف بڑھایا جسے ہدیم شاہ نے بہت حیرانگی کے ساتھ ''تھینکس'' کہہ کر تھام لیا۔ جتنی مشکلوں سے اس وقت وہ مسکرائی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔ ثانیہ اس کی زبردستی کی مسکراہٹ اور نم پلکوں کو دیکھ کر رہ گئی۔ کیونکہ آج وہ خاموش تماشائی تھی۔

''مان گئے یار! مجھے تو اب تک یقین نہیں ہو رہا کہ رخسار واحدی خود چل کر یہاں آ گئی ہے اور کیوں نہ آتی میرے یار کی پرسنالٹی ہی ایسی ہے کہ اچھے اچھے دیوانے ہو کر کھینچے چلے آتے ہیں''۔ حذیفہ اپنی ہی ہانک رہا تھا جبکہ ہدیم شاہ اس وقت سخت الجھن میں تھا۔ رخسار بمشکل 15 منٹ وہاں ٹھہری اور کسی سے بھی کوئی بات کئے بنا ہدیم شاہ اور اویس سے ایکسکیوز کرتی لان عبور کر گئی۔

''ایکسکیوز می رخسار!'' وہ گاڑی میں بیٹھنے کو تھی جب اویس نے اسے روکا۔

''میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں''۔

''ثانی! میں بس ابھی آئی''۔

''رخسار! مجھے کوئی حق تو نہیں پہنچتا آپ سے کسی بھی قسم کا سوال کروں لیکن میری الجھن آپ کے سوا کوئی سلجھا بھی نہیں سکتا صرف اسی لئے آپ کو زحمت دی''۔

''آپ کو جو کہنا ہے جلدی کہئے ثانی میرا انتظار کر رہی ہو گی''۔

''میں آپ کے یہاں آنے کی وجہ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں اور آپ کو پتہ کیسے چلا کہ آج ہدیم کا برتھ ڈے ہے؟''

''میں آپ کو اپنے کسی بھی عمل کی جواب دہ ہرگز نہیں ہوں''۔

''آپ نے ٹھیک کہا' لیکن رخسار! میں سمجھ نہیں پا رہا کہ اتنا کچھ ہو جانے کے بعد آپ یہاں کیسے آ گئیں اس انسان کی پارٹی میں جس کی وجہ سے آپ نے یونیورسٹی چھوڑی۔ جس نے آپ کو آپ کے والدین کی عزت کو نیلام کرنا چاہا۔ آپ اسی کے در پر کس طرح چلی آئیں جس سے آپ کو شدید نفرت کرنا چاہئے تھی''۔

''نفرت تو میں بھی بہت کرتی ہوں اس کی صورت سے مجھے شدید نفرت ہے میں اس نام اس اس

راستے سے شدید نفرت کرتی ہوں جہاں اس نے کبھی قدم بھی رکھے ہیں اور میں نے انہی راستوں پر سفر کیا۔ یہ پندرہ منٹ اس ڈیڑھ گھنٹے سے زیادہ کٹھن نہیں ہیں تو کسی طور پر کم بھی نہیں ہیں میں کس پل صراط سے گزری ہوں یو نو بس میں ہی جانتی ہوں۔ ہر نفرت عداوت کے باوجود میں یہاں ہوں تو صرف اس لئے تا کہ میں ہدیم شاہ کے اس احسان کا بدلہ چکا سکوں جو اس نے میری ذات پر کیا اس مقام پر لانے والا بھی وہی تھا لیکن نجات کا ساماں بن کر مجھے بے وقعت ہونے سے بچانے والا بھی وہ خود ہی تھا اس دن میں اس کے رحم و کرم پر تھی وہ میری قسمت کا مالک بن بیٹھا تھا اس کے بڑھتے قدم مجھے پاتال میں گرا سکتے تھے۔ لیکن وہ ایک برا پل میری زندگی میں آ کر گزر گیا اور میں بے مول ہونے سے بچ گئی اس دن میری عزت کا سوال تھا اور آج ہدیم شاہ کی اونچی ناک اور نام نہاد عزت داؤ پر لگی تھی۔ ہدیم شاہ میرے غرور میرے اٹھے سر کو ہی تو جھکانا چاہتا تھا اور میں جھک تو اسی دن گئی تھی لیکن شاید اس سے بھی ہدیم شاہ کی مردانگی کو اس کی انا کو تسکین نہیں ملی تھی۔ اور اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد میرا یہاں آنا اس کی فتح ہی تو ہے میرا جھکا سر' نیچی نگاہیں ان سب کے سامنے جو مجھے اس مقام تک لائے باعث فخر ہے۔ آج وہ اپنے دوستوں کے سامنے سر اٹھا کر کہہ سکتا ہے کہ اس نے رخسار واحدی کی ہر ضد کو اس کے اعتماد سے اٹھے سر کو اپنے قدموں میں گرا دیا ہے وہ جیت گیا آج پھر ایک مرد کی فتح ہوئی ہے اور ایک عورت ہمیشہ کی طرح اپنی عزت و ناموس کی خاطر اپنی انا اور خودداری کو اپنے ہی قدموں تلے روندھ گئی ہے تمہیں حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے' مسٹر اویس! جاؤ جا کر اپنے اس عزت دار دوست کے ساتھ مل کر فتح کا جشن مناؤ۔ کیوں کہ تم سب جیت گئے ہو۔ رخسار واحدی اپنے کردار کو بلند نہ رکھ سکی اور ایک غیر مرد کی پارٹی میں اپنی ماں سے جھوٹ بول کر آئی ہے تا کہ ہدیم شاہ اپنی فتح کے نشے میں چور ہو کر آئندہ ایسی حرکت کرنے کا سوچے بھی نہیں اس دن رخسار واحدی نے اپنی ذات کا مان کھویا تھا اور آج اس کے ہاتھ سے رشتے ریت کی طرح پھسل گئے ہیں آج کے بعد اس کی ماں اس پر کبھی بھروسہ نہیں کرے گی اور انہیں کرنا بھی نہیں چاہئے میں نے ان کا مان ان کے بھروسے کو توڑا ہے دوستی کے رشتے سے بھی محروم ہو گئی رخسار واحدی اس کی واحد دوست یہاں آئی اسی شرط پر تھی کہ میں اس سے اپنا ہر تعلق توڑ لوں گی اس کو شاید یہ لگتا تھا اس طرح میں نہ جاؤں' مگر مجھے تو یہاں آنا تھا میں یہاں نہ آتی تو تم لوگ کیسے جیتتے میں ہار گئی ہار گئی رخسار واحدی جاؤ جا کر جشن مناؤ اس کی ہار کا ایک عورت کے اعتماد کے ریزہ ریزہ ہونے پر بھنگڑے ڈالو۔ جاؤ مسٹر اویس' چلے جاؤ''۔ رخسار واحدی ہذیانی انداز میں کہتی پلٹی اور اپنے پیچھے کھڑی ثانیہ سے ٹکرا گئی ثانیہ جو کب سے ان کی باتیں سن رہی تھی اس کے گلے لگ کر رو دی رخسار واحدی بھی بہت تڑپ تڑپ کر رونے لگی اویس نے اپنے پیچھے کھڑے ہدیم شاہ کو دیکھا جس کی آنکھیں نم تھیں اور سر شرم سے جھکا ہوا تھا اویس نے اپنی آنکھ میں آئے آنسو صاف کئے اور دور جاتی ہوئی گاڑی کو دیکھنے لگا جبکہ ہدیم شاہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

☆......☆......☆......☆

''اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی' اس طرح سے سوچے کی وہ اس قابل ہے کہ کوئی شریف لڑکی اس سے عمر بھر کا رشتہ جوڑ لے''۔

''پلیز رخسار! کول ڈاؤن یار! تم نہیں چاہتیں تو انکار کر دینا''۔

''تم اب بھی چاہنے کی بات کر رہی ہو میں اس کے متعلق کچھ سوچنا بھی نہیں چاہتی اس نے مجھے سمجھ کیا لیا ہے پہلے دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے پھر زبردستی کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اب اسے لگتا ہے کہ میں اس سے شادی کر لوں گی جس سے میں شدید نفرت کرتی ہوں۔ کیوں ثانی کیوں وہ میرے پیچھے پڑ گیا ہے میں نے اس کی وجہ سے اپنے خواب ادھورے چھوڑ دیئے اپنی ذات کا مان کھو دیا اپنی انا اور خودداری سب اس کے قدموں میں ڈھیر کر دی اور وہ ہے کہ دن بدن مجھ پر زندگی کا دائرہ تنگ کرتا جا رہا ہے میں نے اس کا ایسا کیا بگاڑا ہے ثانی' کہ وہ مجھے چین و عزت کی زندگی نہیں جینے دے سکتا کیوں وہ میری خوشیوں کی راستے کی دیوار بن گیا ہے میں کیا کروں ثانی؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا اس سے میں شادی کرنے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی کیا میں اپنی وہ بے بسی بھلا سکتی ہوں؟ کیوں وہ میرے سامنے رہ کر مجھے اذیت دینا چاہتا ہے ثانی میں نے اس سے شادی نہیں کرنی جو عورت کو محض کھلونا سمجھتا ہے جس کی حیثیت روپے پیسے کی مانند ہوتی ہے کبھی ایک ہاتھ میں تو کبھی دوسرے ہاتھ میں مجھے دولت کی ہوس تو کبھی نہیں رہی میں نے تو ہمیشہ ایک پاک باز شوہر کی تمنا کی ہے جو عورت کو احترام دیتا ہے محض رشتوں کو نہیں اس کے لئے ماں بیٹی کی عزت اس لئے معنی نہیں رکھتیں کہ ان سے اس کا کوئی تعلق ہے بلکہ اس لئے رکھتی ہے کہ وہ عورت ہے جسے خدا نے بہت پیار سے تخلیق کیا ہے جو گھر کو جنت بناتی ہے' زندگی کو حسن بخشتی ہے اور ہدیم شاہ عورت کو کٹھ پتلی سمجھتا ہے رشتوں کے تقدس کی اسے سمجھ کبھی بھی نہیں آئی۔ اور میری حیثیت بھی تو ایک کٹھ پتلی کی سی ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے سامنے فخر سے سر اٹھا کر چلنے کے لئے کبھی دوست تو کبھی بیوی بنانا چاہتا ہے اور میں بھی عزت سے سر اٹھا کر چلنا چاہتی ہوں میں عزت سے جینا چاہتی ہوں ثانی مجھ سے یہ سب نہیں ہو پائے گا اس شخص کی بیوی بننا میرے لئے بہت کٹھن ہے۔ کیونکہ مٹی سے کتنی ہی عقیدت کیوں نہ رکھی جائے اسے اٹھا کر ماتھے پر نہیں سجایا جاتا کیونکہ مٹی کے نصیب میں قدموں میں رلنا ہی لکھا ہے آج وہ کسی بھی جذبے کے تحت یا شرمندگی کے باعث مجھے اپنانا چاہتا ہے اور یہ رشتہ جس عزت و مان کا متقاضی ہوتا ہے نہ وہ مجھے دے پائے گا اور نہ ہی میں اس کے لئے اپنے دل کو کبھی وسیع کر پاؤں گی ایسے میں ہمارا مستقبل کیا ہو گا ہمیشہ برے انسان کی اولاد بری نہیں ہوتی لیکن یہ بھی حقیقت ہے ثانی کہ بیٹے ماؤں سے زیادہ قریب اور محبت کرنے کے باوجود ہمیشہ اپنے باپ کے جیسا بننے کی خواہش کرتے ہیں' میرا بیٹا عیسیٰ یا موسیٰ کی طرح کسی بھی طرح نہیں ہو سکتا مگر میں یہ دعا تو کر سکتی ہوں کہ میری اولاد ان کے نقش قدم پر چلے اور ایک اور ہدیم شاہ جنم ہی نہ لے اس دھرتی پر عورت کی عزت نہ کرنے والا ایک مرد پیدا ہی نہ ہو میں اپنی آئندہ کے مستقبل اور نسل کی بقاء کے لئے ہدیم شاہ سے شادی نہیں کر سکتی''۔ رخسار واحدی عجب بے بسی کی منزل پر کھڑی قسمت سے شکوہ کناں تھی ثانیہ نے اس پر نظر کی وہ زرد رنگ کے لان کے سوٹ میں اس کا ہم رنگ دوپٹہ شانوں پر پھیلائے آنکھوں سے موتی برسا رہی تھی اور لہجے میں بے بسی گھلی ہوئی تھی۔

''میں جانتی ہوں رخسار! کسی نتیجے پر پہنچنا اس شخص سے شادی کرنا تمہارے لئے بہت مشکل ہے لیکن تم جو کہہ رہی ہو وہ درست نہیں ہے مجھے اس بات سے اختلاف نہیں ہے کہ وہ عورت کی عزت نہیں کرتا۔ کیونکہ اسے عورت کی عزت کبھی کی ہی نہیں ہے لیکن یہ بھی سچ ہے رخسار کہ آج اگر تم دنیا والوں سے آنکھیں ملا پا رہی ہو تو یہ صرف اسی کی بدولت ہے میں اس کے اس عمل کو صحیح نہیں کہہ رہی مگر تمہاری ناؤ کو منجدھار سے نکالنے والا کون تھا اور تم بھی تو یہی سب سوچ کر اس کی پارٹی میں گئی تھیں نا تا کہ اس کا احسان چکا سکو''۔

''میں اس کا احسان چکانے نہیں اسے دوبارہ ایسی غلطی سے روکنے کی خاطر وہاں گئی تھی۔ تمہیں لگتا ہے وہ احسان چکانے کی کوشش تھی تو اس کوشش میں رخسار واحدی مکمل طور پر ٹوٹ گئی تھی میرا کردار جن لوگوں کی نظر میں بلند تھا ان ہی کے سامنے میرے کردار نے آخری ہچکی لی تھی صرف ہدیم شاہ کی بے قرار روح کی تسکین کے لئے اس کے ادھورے یقین کو مکمل کرنے کے لئے رخسار واحدی وہاں گئی تھی اس کی ناک اونچی

رکھنے کے لئے جھک گئی تا کہ وہ یہ غلطی دوبارہ نہ دہرائے میرے اندر کا ڈر مجھے وہاں لے گیا تھا کیونکہ اس دن کافی شاپ میں اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے گولی مار دیتا یا پھر اور اس ''پھر'' سے رخسار واحدی گزر چکی تھی وہ لمحہ کیسے بھولوں ثانی! جب میں اس کے قدموں میں بیٹھی اپنی وہ پیشانی رگڑ رہی تھی جو صرف خدا کے آگے جھکی تھی اس نے مجھے جھکانا چاہا میں جھک گئی اپنی عزت بچانے کی خاطر وہ سب کیا جو کبھی مر کر بھی نہیں کر سکتی تھی اب وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے تو میں کرلوں صرف اس خوف کی وجہ سے جو مجھے اس سے محسوس ہو رہا ہے ایک خوف کی خاطر اس کے پاؤں پڑی تھی تو دوسرا خوف مجھے اس کی چوکھٹ پر لے گیا لیکن اس خوف کے باوجود میں اس سے شادی نہیں کر سکتی مجھے حرام موت مرنا تو قبول ہے مگر اس کی پناہوں میں جانا منظور نہیں ہے میں اس انسان کو اپنی عزت کا محافظ کبھی نہیں بنا سکتی جو اسی کو لوٹنے کے در پر تھا پھٹی چادر اوڑھ تو لی جاتی ہے مگر ایسی چادر ہونے نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اس سے تن چھپ نہیں پاتا''۔ رخسار واحدی کرب سے کہتی بے دردی سے آنسو صاف کرتی ثانیہ کے خوبصورت بیڈروم سے نکلتی چلی گئی اور وہ دروازہ کی اوٹ میں چھپا اس کو تقریباً بھاگتے ہوئے لاؤنج کراس کرتے ہوئے دیکھ کر خود بھی باہر کی جانب بڑھ گیا تا کہ ثانیہ اسے وہاں دیکھ نہ لے۔

☆......☆......☆......☆

آنٹی! یہ ٹائی میں نے پسند کی ہے آپ نہیں لے سکتیں یہ میں نے لینی ہے''۔ اس نے اپنے سامنے کھڑی چھ سالہ خوبصورت سی گول مٹول بچی کو دیکھا جو پنک کلر کی فراک و چوڑی دار پاجامے میں ہم رنگ اسکارف اوڑھے بہت خوبصورت لگ رہی تھی اور نیلی رنگ کی ٹائی لینے کو بے چین تھی۔

''یہ ٹائی آپ کیسے خرید سکتی ہیں بیٹا! کیونکہ آنٹی اسے آل ریڈی خرید چکی ہیں''۔ اس نے ویسے ہی کہا تھا کیونکہ اسے خریدنے کا اس کا کوئی ارادہ نہ تھا نبیل کو یہ رنگ پسند ہی نہیں تھا جو وہ اسے لے لیتی۔

''آپ لے لیں بٹ کوئی فائدہ نہیں ہوگا''۔

''کیوں بھئی! کیوں فائدہ نہیں ہوگا اتنی خوبصورت ٹائی خریدنے کا؟'' اس نے ٹائی ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا اسے بچی سے بحث کرنے میں مزا آرہا تھا۔

''کیونکہ یہ ٹائی اس دنیا کے سب سے حسین میرے بابا جانی پر جچے گی تو آپ کے لئے تو بے کار ہوئی نا''۔ وہ اپنی چھوٹی سی ناک کو چڑھاتی بہت مزے سے کہہ رہی تھی اس نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

''حیا بیٹی! آپ یہاں آؤ بابا آپ کو وہاں ڈھونڈ رہے تھے بغیر بتائے یہاں کیوں آئیں''۔ وہ فکر مندی سے کہتا بچی کو گود میں اٹھا کر گھوما تو دونوں ہی حیران رہ گئے۔

''کیسی ہیں ثانیہ؟''

''میں ٹھیک ہوں''۔

''حیا! آپ گاڑی میں بیٹھو بابا ابھی آرہے ہیں۔ ہدیم شاہ نے اسے گود سے اتارا تو وہ ثانیہ کے پاس آکر رک گئی۔

''آنٹی! یہ میں لے لوں؟'' اس کے اثبات میں سر ہلانے پر حیا خوشی خوشی وہ ٹائی لے کر گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔

''آپ کی بیٹی بالکل آپ پر گئی ہے' اپنی پسندیدہ چیز حاصل کرنے کے لئے ایک دم کریزی''۔ ثانیہ نا چاہتے ہوئے بھی طنز کر کے پلٹ گئی جب کہ بچی کا حلیہ اسے ایسا کرنے سے روک رہا تھا۔ ہدیم شاہ اس کے طنز کو پی گیا اور اسے جانے سے روک دیا۔ ثانیہ آج تنہا ہی بچوں کی شاپنگ کرنے نکلی تھی اور سات سال بعد ہدیم شاہ کو دیکھ کر حیران تھی اس سے زیادہ حیرانگی اسے جب ہوئی جب وہ اسے کہیں بیٹھ کر بات کرنے کو کہنے لگا۔ پہلے تو اس نے انکار کر دیا پر اس کے اصرار پر وہ خاموشی

سے وہ دونوں کافی شاپ میں آگئے ہدیم شاہ نے ڈرائیور کو حیا کو گھر چھوڑنے کا کہہ دیا تھا اب وہ دونوں خاموشی سے بیٹھے تھے ہدیم شاہ چاہ کر بھی اس سے رخسار کے بارے میں پوچھ نہیں پا رہا تھا ثانیہ نے کچھ کہنے نہ کہنے کی کشمکش میں مبتلا ہدیم شاہ کو دیکھا۔ جو پہلے سے کافی چینج لگ رہا تھا بلیک تھری پیس سوٹ میں وائٹ ڈاٹ والی ٹائی' کان کے پاس سے ہوتے سفید بال' آنکھوں پر نازک سا نظر کا چشمہ' اسے بہت جاذب نظر و خوبصورتی عطا کر گئے تھے۔

''میں جانتی ہوں' آپ مجھ سے کیا اور کس کے متعلق پوچھنا چاہ رہے ہیں؟''

''میں نے یہ سات برس بہت کرب میں گزارے ہیں ہر لمحہ ندامت سی محسوس ہوتی تھی لیکن دل کے کسی کونے میں یہ امید زندہ تھی کہ میرے لندن شفٹ ہونے کے بعد وہ سکون سے پیپرز دے کر ایک بہترین شخص کی ہم راہی میں بہت اچھی حیات بسر کرے گی''۔ ہدیم شاہ نے اس کا اندازہ ظاہر کرنے پر ٹھہر ٹھہر کر کہا۔

''مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا مگر اپنی اذیت کو ختم کرنے کے لئے تھوڑا سا سکون حاصل کرنے کی خاطر جاننا چاہتا ہوں کہ وہ میرے دور جانے کے بعد خوش تو ہے؟'' وہ بہت ٹوٹے لہجے میں دریافت کر رہا تھا اور وہ کشمکش میں تھی کہ اسے رخسار کے بارے میں بتائے یا نہیں۔

''کوئی بات نہیں ثانیہ! میں تو کبھی قابل اعتبار رہا ہی نہیں' اور ہمارے درمیان تو کلاس فیلو والی بھی کوئی بات نہیں تھی جو آپ مجھ سے کوئی بات کریں تھینکس کہ آپ نے مجھے اتنا وقت دیا''۔ ثانیہ کو جانے کیوں ندامت نے گھیر لیا اور وہ رخسار کے بارے میں بتاتی چلی گئی۔

''اچانک ہی پتہ چلا تھا کہ آپ یہاں سے ہمیشہ کے لئے چلے گئے ہیں اور آپ کے جانے کے بعد میرے مجبور کرنے پر رخسار نے پیپرز دے دیئے اس کی منگنی چار سال پہلے ہوئی تھی اور ایک ماہ قبل ٹوٹ گئی ہے''۔

''لیکن کیوں؟''

''لڑکا ساؤتھ افریقہ میں جاب کرتا تھا اس نے وہیں شادی کر لی اور یہ بات رخسار کے گھر والوں سے چھپائی رکھی وہ تو ایک عزیز کے ذریعے پتہ چلا تو منگنی کی انگوٹھی واپس کر دی گئی یہ صدمہ انکل برداشت نہ کر سکے رخسار ایک ہاسپٹل میں جاب کرتی ہے وہ سائیکلوجسٹ ہے جبکہ آنٹی اس کے لئے بہت فکر مند رہتی ہیں''۔ ثانیہ بہت دل گرفتگی سے کہتی موضوع بدل کر اس کے بارے میں پوچھنے لگی۔

''بیٹی تو آپ کی بہت پیاری ہے اس کے علاوہ کتنے بچے ہیں؟'' ہدیم شاہ نے غائب دماغی سے اسے سنا تھا اور پھر چونک گیا۔

''کیا پوچھ رہی تھیں آپ؟''

''بیوی بچوں کے ساتھ یہیں شفٹ ہو گئے ہیں یا واپسی کا ارادہ ہے؟'' خود کو سنبھالتے ہوئے جو انکشاف اس نے کیا وہ ثانیہ کو بہت زیادہ حیران کر گیا اور وہ خود کو ایک بار پھر طنز کرنے سے باز نہیں رکھ پائی تھی۔

''او...... پھر یہ بچی؟''

''پلیز ثانیہ! کچھ غلط کہنے سے پہلے یہ جان لیں کہ یہ اویس کی بیٹی ہے اویس اور بھابھی ایک ایکسیڈنٹ میں گزر گئے تب حیا دو سال کی تھی اسے میں نے ہی پالا ہے''۔ ہدیم شاہ کی وضاحت اسے شرمندہ کر گئی اور وہ بہت دیر بعد کچھ بولنے کے قابل ہو سکی تو پوچھ بیٹھی۔

''آپ نے شادی کیوں نہیں کی؟''

''ایک لڑکی جو من کو بھائی تھی اسے ناراض کر کے خود سے دور کر دیا تو تنہائی ہدیم شاہ کا مقدر ٹھہری''۔ وہ ماضی میں کھونے لگا تھا۔

''میں خود سوچتا تھا کہ میں نے اس سے اپنی تذلیل کا بدلہ کیوں نہ لیا اور ہاتھ آئے موقع کو گنوا دیا اور اس وقت میں نے کیا کچھ گنوایا تھا وہ تو بہت بعد میں پتہ چلا۔ اویس کہتا تھا مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے دل تو میرا بھی

گواہی دیتا تھا مگر میں اپنی شکست ماننے کو تیار نہیں تھا کہ وہ سہمی سہمی سبز آنکھیں گلابی چہرہ مجھے مات کر گیا ہے میں جسے اپنی فتح سمجھتا تھا وہ تو میری زندگی کی سب سے بڑی شکست تھی اور مجھے یہ تب پتہ چلا جب وہ اولیس کے سامنے اپنی شکست تسلیم کرتی تڑپ رہی تھی اس دن ہدیم شاہ اعتراف کر گیا کہ وہ اسے اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا اور وہ ٹوٹا لہجہ مجھ سے ایک فیصلہ کروا گیا اور میں نے مام ڈیڈ کو اس کے گھر بھیج دیا۔ مجھے اندازہ تھا کہ اسے مجھ سے نفرت ہے لیکن اتنی زیادہ کہ وہ ہدیم شاہ کا تو کیا اس جیسے کسی دوسرے شخص کا بھی وجود دھرتی پر برداشت نہیں کر سکتی میں تو اس دن اتفاق سے پاپا کے بزنس پارٹنر کے گھر کوئی فائل لینے گیا تھا اور وہ گھر تمہارا تھا میں نے تم لوگوں کی باتیں سنیں رخسار کی نفرت مجھے اندر تک جلا گئی اس کا ہر آنسو میرے بنجر وجود کو اور بنجر کرتا چلا گیا اور میں اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس ملک سے اپنے ناپاک وجود کو ہٹا گیا جہاں اس کی معطر سانسیں چل رہی تھیں۔ اسے ہر اس راستہ سے نفرت تھی جہاں ہدیم شاہ قدم رکھتا تھا ہدیم شاہ نے اپنے راستے ہی جدا کر لئے صرف اس کی خوشی کی خاطر لیکن مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ یہاں کیسے اور کتنا مشکل وقت گزار رہی ہے مجھے کبھی اندازہ ہی نہیں ہو سکا کہ وہ خوش نہیں ہے اپنی اذیت تو مجھے یاد رہی یہ بھول گیا کہ یہ ہے کس وجہ سے یہ ذہن میں ہی نہیں آیا کہ شاید وہ خوش نہ ہو لیکن آتا بھی کیسے کہ ہر پل خدا سے اس کی خوشی اس کے لئے سکون و سلامتی مانگی تھی اور جب تک وہ مجھے خود معاف نہیں کر دیتی خدا کیسے معاف کر کے میری سنتا میری ہر دعا کو بے مراد ہی لوٹاتا تھا''۔ ثانیہ اپنے سامنے بیٹھے ایک نئے ہدیم شاہ کو دیکھ اور سن رہی تھی۔

''ثانیہ! کیا وہ مجھ سے آج بھی اتنی ہی نفرت کرتی ہے؟'' ہدیم شاہ غائب دماغی سے پوچھ رہا تھا اور وہ کوئی جواب نہ دے سکی۔

''میرے لئے ایک فیور کریں گی۔ یہ سمجھ لیں کہ آپ کچھ میرے لئے نہیں اپنی دوست کے لئے کرنے جا رہی ہیں''۔ ثانیہ .. اس کی بات سن کر شاک رہ گئی پھر خود کو اس شاک سے باہر نکالتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا کیونکہ اس میں رخسار کی بھلائی پنہاں تھی۔

☆......☆......☆......☆

''تم ہوش میں تو ہو ثانی؟''

''میں تو ہوش میں ہی ہوں اور چاہتی ہوں اب تم بھی ہوش میں آ جاؤ''۔ کہتے کے ساتھ ہی جاتی ہوئی رخسار کا ہاتھ تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔

''پلیز ثانی! میں اس وقت تم سے کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتی''۔

''مجھے تو تم سے اسی وقت بات کرنی ہے اس سنڈے کو ہدیم شاہ کے پیرنٹس آئیں گے''۔

''شٹ اپ ثانی!''۔

''اور تم انکار نہیں کرو گی''۔

''ثانی اسٹاپ اٹ! کب سے تم ایک ہی بکواس کئے جا رہی ہو اس سے پہلے کہ میں غصہ میں آ کر کچھ غلط کروں بہتر ہو گا تم چپ کر جاؤ''۔ رخسار بہت زور سے دھاڑی تھی۔

''کیوں تم میرے زخموں کو پھر سے کریدنے لگی ہو بہت شوق ہے تمہیں دوسروں کے زخموں پر نمک پاشی کرنے کا''۔

''سات سال کم نہیں ہوتے اتنے عرصے میں بڑے سے بڑا زخم بھر جاتا ہے تم کب تک ایک لکیر کو پیٹتی رہو گی ان خوشیوں نے سات سال قبل بھی تمہارے دروازے پر دستک دی تھی مگر تم نے ٹھکرا دیا اور میں بھی کچھ نہ کر سکی کیونکہ اس وقت تمہارا زخم تازہ تھا اور تمہیں کچھ کیا سمجھاتی کہ میں ہی اس کو درست نہیں سمجھتی تھی''۔

''تو پھر آج ایسا کیا ہو گیا ہے کہ تم مجھے اس شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کر رہی ہو جس نے میرے ساتھ''۔

''بہت ہو گیا رخسار! کیا میرے ساتھ میرے ساتھ

لگا رکھا ہے''۔ ثانیہ اس کی بات کاٹ کر بہت زور سے چیخی رخسار ششدر اسے دیکھنے لگی۔

وہ تو اچھا تھا اس وقت اماں گھر پر نہیں تھیں پڑوس میں میلاد میں گئی ہوئی تھی۔

''کیا ہوا تھا تمہارے ساتھ؟ بولو جواب دو رخسار؟ کیا کیا تھا اس نے تمہارے ساتھ بے مول کرنے کے بجائے عزت سے واپس اسی گھر کی دہلیز پر چھوڑ گیا تھا جو صرف اسی کی خوبی تھی ورنہ شکاری کبھی خود شکار کو اتنی آسانی سے نہیں جانے دیتا تم تو خوش نصیب تھیں کہ تمہارا واسطہ کسی بھیڑیئے سے نہیں پڑا تھا زندگی میں غلطی ہر کسی سے ہوتی ہے مگر اپنی غلطی سے سبق بہت کم لوگ حاصل کرتے ہیں اور ہدیم شاہ نے اپنی غلطی سے سبق حاصل کیا صرف تمہاری خوشی کی خاطر تمہارے کیریئر کی خاطر وہ ملک چھوڑ کر چلا گیا وہ اتنا ہی برا انسان ہوتا تو نہ اس دن تمہیں آزاد کرتا اور نہ ہی بعد میں اتنا بڑا اسٹیپ لیتا۔ اس کے لئے کچھ مشکل نہ تھا ایک زمانہ کو اس کی خبر کر سکتا تھا اور آج تم کچھ بھی ہو تو صرف اس کی وجہ سے اس کی بدولت ہی تمہارے ماں باپ عزت سے سر اٹھا کر جیتے رہے اور تم ایک قابل ڈاکٹر بن گئیں اور تم کس اذیت کی بات کرتی ہو اذیت تو اس نے کاٹی ہے ہر لمحہ پچھتاوے کی آگ میں جل کر جب کہ اس نے کچھ کیا ہی نہیں تھا وہ تمہیں اپنے قدموں میں گرانا چاہتا تھا کس کی وجہ سے! صرف تمہاری اس تذلیل کی وجہ سے نہ تم اس کی یوں سر عام بے عزتی کرتیں نہ وہ غصہ میں تمہیں کڈنیپ کرتا۔ اگر وہ غلط تھا تو صحیح تم بھی نہیں تھیں اور اگر اس دن تم اس کے پیروں میں جھکی تھیں تو اس کی نہیں اپنی عصمت کی خاطر جھکی تھیں وہ اگر تمہارے جھکے سر بہتے آنسوؤں کی پرواہ نہ کرتا تب تم کیا کرتیں عزت لوٹنے والے تو بہت ہوتے ہیں رخسار عزت کا محافظ بننا کوئی پسند نہیں کرتا۔ اور اس برے انسان نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ اتنا برا نہیں ہے تم اس کو اپنا محافظ نہیں بنانا چاہتی جس نے تمہیں بے وقعت کرنا چاہا تھا جبکہ میں کہتی ہوں کہ اس نے ایسا چاہا ہی نہیں تھا اور اس کی گواہی تو تم خود بھی دو گی رخسار! وہ بدل گیا ہے وہ پہلے والا ہدیم شاہ نہیں رہا وہ کل عورت کو کھلونا سمجھتا تھا اور آج وہ عورت کی عزت ہی نہیں کرتا۔ بلکہ آگے بڑھ کر اس کے ننگے سر کو ڈھانپتا ہے وہ دن اور تمہاری نفرت اس کے لئے رہنمائی کا کام کر گئے ہیں آج وہ ایسا ہے جیسا تمہارے خیالوں میں تمہارے ہمسفر کا پیکر بستا تھا اور تم اسے دیکھ کر دل سے دعا کرو گی رخسار کہ ایسے ہدیم شاہ دو چار اور پیدا ہو جائیں تا کہ عورت کی عزت گھروں میں ہی نہیں بازاروں میں بھی محفوظ رہ سکے۔ اور رخسار وہ تمہیں پھٹی چادر نہیں اپنا نام دے کر تمہیں محفوظ پناہ دینے کا خواہاں ہے اور وہ اپنے لئے نہیں تمہارے اور تمہاری بوڑھی ماں کی ٹوٹی امید کو سہارا دینے کے لئے تمہارے سر پر اپنے پیار کی ردا اوڑھانا چاہتا ہے ہاں؟ رخسار وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے جس پل تم اس سے فریاد کر رہی تھیں وہ پل اسے تمہارا بنا گیا وہ سات سال سے صرف تمہاری خوشیوں کی امید پر زندہ تھا اور جب اسے تمہارے حالات زندگی پتہ چلے تو وہ ایک بار پھر تمہارے در پر سوالی بن کر کھڑا ہے تمہاری ہر نفرت اور تمہارے انکار کے باوجود وہ ایسا کر رہا ہے رخسار تم اب اسے مت ٹھکراؤ سات سال پہلے تمہاری نفرت جائز تھی اس وقت شاید میں بھی یہی سب کچھ کرتی جو تم نے کیا تھا مگر اب وقت گزر گیا ہے وہ تمہیں عزت سے اپنانا چاہ رہا ہے تم اس کی چاہت کا مان اس کی نہیں اپنی خاطر رکھ لو تمہیں آج کسی مضبوط سہارے کی ضرورت ہے اور تم خود سوچو رخسار آج تم جس شخص سے شادی کرتی ہو اس کے بارے میں کیا جانتی ہوں گی وہ عورت کی عزت کرتا ہے یا نہیں کرتا تمہیں کچھ معلوم نہیں ہو گا جبکہ ہدیم شاہ کے بارے میں تم سے بہتر اور ٹھوس یقین کے ساتھ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ برا انسان نہیں ہے اس کے دل میں عورت کا احترام ہے اور آج تو وہ اپنی ہر پرانی روش کو ہی بھول گیا ہے تمہارے پاس 3 دن ہیں اگر یہ دن گزر

گئے تو پچھتاوے ساری عمر تمہارا پیچھا کرتے رہیں گے تمہیں ظرف سے کام لے کر اس کے بڑھے ہاتھ کو تھام لینا چاہئے کیونکہ اسی میں تمہاری بھلائی ہے وہ تمہیں بہت عزت سے رکھے گا بس تم اسے ایک بار پھر آزما کر دیکھو" ثانیہ نے حیرت سے بت بنی رخسار کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور اس کے بہتے آنسوؤں پر بندھ باندھے بغیر اس کے روم سے نکل گئی جبکہ رخسار واحدی زلزلوں کی زد میں تھی۔

☆......☆......☆......★

ڈاکٹر رخسار واحدی چلڈرن وارڈ میں موجود ننھے معصوم بچوں کو بہت پیار سے چیک اپ کر رہی تھی اور سب کو باری باری چیک کر کے آخری بیڈ کے سامنے آر کی وہ چھ سال کی چھوٹی سی بہت پیاری بچی تھی اور آج صبح ہی ایڈمٹ ہوئی تھی اور آج اس کی ڈیوٹی شام میں تھی بچی کو بہت تیز بخار تھا رخسار واحدی نے اسے چیک کرنے کے بعد اسے مسکرا کر دیکھا وہ بچی اپنی بڑی بڑی سرخ آنکھوں سے رخسار واحدی کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی پھر یکدم اس کی بخار کی شدت سے سرخ پڑتی آنکھوں میں روشنی سی چمکی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"مما! آپ کہاں چلی گئیں تھیں میں آپ کو بہت یاد کرتی تھی پاپا کہتے تھے ایک دن مجھے میری مما ضرور ملیں گی" وہ بچی رخسار واحدی سے لپٹ کر اسے چومنے لگی رخسار واحدی نے اس بچی کو خود سے الگ کیا۔

"بیٹا اپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں آپ کی مما نہیں ہوں"۔

"نہیں ...... آپ ہی میری مما ہیں۔ بابا کے روم میں آپ کی یہ اتنی بڑی تصویر لگی ہے جس سے وہ روز باتیں کرتے ہیں" وہ ہاتھوں کو پھیلا کر اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولی تھی رخسار واحدی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس بچی کی غلط فہمی کیسے دور کرے وہ تو اس بچی کو جانتی تک نہیں تھی وہ شش وپنج میں گھری کھڑی تھی جبھی اس کی نگاہ سامنے سے آتے شخص پر پڑی جو اسی کی جانب آ رہا تھا اور اب بے یقینی سے رخسار واحدی کو سات سال بعد اپنے سامنے پا کر حیرت سے تک رہا تھا وہ پہلے سے بہت خوبصورت و باوقار ہو گئی تھی لائٹ پرپل کلر کی ساڑھی و ہم رنگ اسکارف کے ساتھ وائٹ گاؤن گلے کھڑی تھی وہ بہت دیر تک اسے عالم بے خودی میں دیکھے گیا۔

"بابا! دیکھیں مما مل گئیں لیکن یہ کیوں کہہ رہی ہیں یہ میری مما نہیں ہیں"۔ حیا ہدیم شاہ کا بازو تھامے پوچھ رہی تھی اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں رخسار واحدی نے کچھ بھی کہے بنا وہاں سے جانے کو قدم بڑھا دیئے ہدیم شاہ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا رخسار واحدی کے وارڈ سے نکلتے ہی حیا مچل مچل کر رونے لگی۔

"بابا! مجھے مما چاہئے وہ میری مما ہیں نا بابا تو پھر وہ مجھے چھوڑ کر کیوں چلی گئیں"۔ ہدیم شاہ سے اس کو سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا وہ بیڈ سے اتر کر بھاگی ہدیم شاہ بھی لپک کر اس کے پیچھے گیا حیا کو ایک روم میں داخل ہوتے دیکھ کر خود بھی جلدی سے وہیں پہنچا ایک دو نرسیں پہلے روتی ہوئی رخسار واحدی اور اب ہدیم شاہ کو حیرت سے گزرتے ہوئے دیکھ کر ایک دوسرے کو نا سمجھ آنے والے انداز میں دیکھ کر اپنی راہ کو ہولیں۔

"مما! آپ مجھ سے اور بابا جانی سے ناراض ہیں نا میں پکا پرامس کرتی ہوں مما اب آپ کو کبھی تنگ نہیں کروں گی"۔ ہدیم شاہ اپنی بیٹی کو دیکھتا رہ گیا آج وہ بیٹی تڑپ رہی تھی جس کی آنکھ میں اس نے کبھی آنسو نہیں آنے دیا تھا اس نے آگے بڑھ کر اس کو اپنی بانہوں میں بھر لیا۔

"جانو! مما آپ سے ناراض نہیں ہیں آپ کمرے میں جا کر آرام کرو اور آپ جب اچھی ہو کر اپنے گھر جائیں گی تو مما آپ کے ساتھ ہوں گی"۔

"پرامس بابا جانی؟" ہدیم شاہ اس کی بے ساختگی پر اثبات میں سر ہلا گیا اور دروازے سے داخل ہوتی نرس کے حوالے کر کے رخسار واحدی کی جانب رخ

موڑ گیا جو بہت حیرت سے اسے سن رہی تھی یکدم پھٹ پڑی۔

"یہ سب کیا بکواس ہے؟ اور آپ کس سے پوچھ کر میرے روم میں آئے ہیں؟ ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلے جائیں"۔

"مریض کو ڈاکٹر کی اجازت کی ضرورت کبھی نہیں ہوتی جب مرض بڑھ جاتا ہے ڈاکٹر کے پاس آمد یقینی ہو جاتی ہے اور میں تو سات برسوں سے مریض دل ہوں اپنے اس مریض کی شفایابی کے لئے کوئی کوشش نہیں کریں گی؟" ہدیم شاہ نہایت سنجیدگی سے کہتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا رخسار واحدی لب بھینچ کر بمشکل خود کو کچھ کہنے سے روک پائی تھی مگر آنسوؤں پر اس کا اختیار نہ رہا تھا کچھ پل یونہی خاموشی کی نظر ہو گئے پھر ہدیم شاہ نے اس خاموشی کا پردہ چاک کیا اور رخسار واحدی کی حیرانگی کو غصہ میں بدل دیا۔

"مسٹر! میں آپ کو پہلے بھی اپنے جواب سے آگاہ کر چکی تھی اور اب میرا انکار ثانیہ کے ذریعے آپ تک پہنچ گیا ہو گا آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں جب چاہیں گے بے عزتی اور رسوا کریں گے اور جب دل کرے اپنانے اور عزت کے دعویدار بننے چلے آئیں گے میں تم سے کسی بھی قسم کا تعلق جوڑ نہیں سکتی اپنی بے عزتی سات سال بعد بھی مجھے خون کے آنسو رلاتی ہے ہدیم شاہ بہتر ہو گا کہ تم یہاں سے لوٹ جاؤ ایک احسان تم نے پہلے کیا تھا دوسرا احسان یہ کرو کہ مجھے زندہ رہنے دو کیوں میری زندگی جب بہتر ہونے لگتی ہے تم موت کے فرشتہ کی مانند چلے آتے ہو خدارا مجھے بخش دو ہدیم شاہ بخش دو"۔ ہدیم شاہ ایک جھٹکے سے کرسی دھکیلتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کب تک مجھے معاف نہیں کرو گی رخسار واحدی اب تو مجھے معاف کر دو سات سال کس اذیت میں گزارے ہیں تم تصور بھی نہیں کر سکتیں اور تم کس رسوائی کی بات کر رہی ہو میں نے تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا تھا؟ کبھی تمہیں بلیک میل کرنے کی کوشش کی؟ اس دن کو بنیاد بنا کر تمہاری راہ میں آ کر تمہیں ڈرانے کی کوشش کی جب میں نے ایسا کچھ نہیں کیا تو یہ نفرت کیا معنی رکھتی ہے؟ تمہیں کڈنیپ کرنا میری غلطی تھی لیکن کیا میں نے اپنی بھول کو تم پر یا تمہارے کردار پر حاوی ہونے دیا میں خود کو کسی الزام سے بری الذمہ نہیں کرتا لیکن ایسا کیا کروں کہ تم وہ سب بھول جاؤ تم یہی چاہتی ہو نا کہ جس طرح تم میرے قدموں میں اپنی عصمت کی خاطر بیٹھی تھیں آج میں اپنی خوشیوں اور محبتوں کے لئے تمہارے سامنے جھکوں تم سے فریاد کروں کہ رخسار واحدی میری ہر خطا کو بھول کر مجھے اپنا لو۔ لیکن میں ایسا کچھ نہیں کروں گا بس ایسا بھی کر گزرتا جب میں نے کوئی گناہ کیا ہوتا۔ تمہیں تنگ کرتا تھا تو تم نے میری بے عزت بھری یونیورسٹی کے سامنے کی جس کا بدلہ لینے کے لئے میں نے تمہیں کڈنیپ کیا میں بھٹک گیا تھا مگر خود کو بہکنے نہ دیا اور نہ ہم دونوں میں سے کسی کے کردار پر کوئی آنچ آنے دی غلطی سب سے ہوتی ہے اور مجھ سے بھی ہوئی مگر تم کب تک اس ایک بات کو ایشو بنا کر میری تذلیل کرتی رہو گی میرے بڑھے ہاتھوں کو ٹھکرا کر تم اب کیا ثابت کرنا چاہتی ہو"۔

"میں کچھ نہیں چاہتی سوائے اس کے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ"۔

"تم اپنے اور میرے ساتھ اچھا نہیں کر رہی رخسار واحدی! اور تم نہ دل سے سوچتی ہو اور نہ دماغ سے اگر دل تمہارے پاس ہوتا تو میری دھڑکن ضرور سنتیں اور دماغ ہوتا تو اب تک مجھے ہی قصوروار گردانتے ہوئے خود کو اور نہ ہی مجھ کو اذیت دیتیں تم تو اپنی انا کے خول میں بند ہو ورنہ تمہیں مجھے اسی وقت معاف کر دینا چاہئے تھا جب میں نے تمہیں بغیر ہاتھ لگائے تمہیں عزت سے چھوڑ دیا تھا"۔

"تم کیا چاہتے ہو ہدیم شاہ تمہارا یہ احسان چکانے

کے لئے میں تم سے سب کچھ جانتے ہوئے شادی کرلوں کیا میں نہیں جانتی کہ کتنی لڑکیوں کے ساتھ تمہارے تعلقات تھے اور یہ حیا بھی تو کسی ناجائز رشتے کی نشانی ہے اور کیا ضروری تھا کہ مجھے ہی اس کی ماں بتاتے اس کی اپنی ماں کہاں مرگئی تھی جو تم نے......"

"شٹ اپ"۔ہدیم شاہ کا بھاری ہاتھ اٹھا اور رخسار واحدی کے منہ پر اپنا نشان چھوڑ گیا۔

"بہت کرلی تم نے اپنی بکواس کیا جانتی ہو تم میرے بارے میں جو اتنے وثوق سے کہہ رہی ہو میں اتنا ہی بدکردار ہوتا نا رخسار واحدی تو آج تم پاک دامن نہ ہوتیں اور ایک بات کان کھول کر سن لو رخسار واحدی کہ حیا میری نہیں اویس کی بیٹی ہے جسے تم نے کچھ لمحوں پہلے میری ناجائز اولاد کہا ہے وہ میرے دوست کی بیٹی ہے جو ایک ایکسیڈنٹ میں زندگی ہار گیا اور جہاں تک حیا کا تمہیں مما کہنے کی بات ہے تو ایک دفعہ اس نے تمہاری تصویر دیکھ کر کہا یہ میری مما ہیں تو میں نے اسے جھوٹ کہہ دیا لیکن نہیں جانتا تھا کہ اتنے سے جھوٹ کی اتنی کڑی سزا ملے گی"۔ ہدیم شاہ تیکھے چتونوں سے رخسار واحدی کو گھورتا ایک ٹھوکر سے کرسی کو دھکیلتا ہوا زور سے دروازہ بند کرگیا رخسار واحدی ششدر رہ گئی۔

☆......☆......☆......☆

"مما! حیا آپی کا پیلا ڈوپٹہ کہاں رکھا ہے مل ہی نہیں رہا"۔

"حیا کی وارڈروب میں ہی ہے غور سے دیکھو گی تو نظر آجائے گا"۔رخسار ہدیم شاہ نے مصروف سے انداز میں اپنی چھوٹی بیٹی نور سے کہا۔

"عدیم کہاں ہے کیا ابھی تک نہیں آیا؟" استری کا پلگ نکالتے ہوئے جاتی ہوئی نور سے پوچھا

"مما! اس کا فون تھا وہ راستے میں ہے بس آرہا ہے لیں وہ بھی آگیا"۔نور نے اندر داخل ہوتے عدیم شاہ کو دیکھ کر کہا اور خود حیا کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"یہ تمہارے سر پر کیا ہوا ہے؟ کسی سے جھگڑا کیا ہے تم نے؟" وہ بہت فکرمندی سے پوچھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا امی! دو لڑکے ایک لڑکی کو تنگ کررہے تھے مجھ سے برداشت نہیں ہوا معمولی سی چوٹ ہے فکرمند ہونے والی کوئی بات نہیں ہے"۔رخسار نے اپنے اٹھارہ سالہ خوبرو بیٹے کو دیکھا اور آگے بڑھ کر اس کی پیشانی چوم لی۔

"مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہے"۔وہ بہت آسودگی سے مسکرارہی تھی اور ذہن ماضی کے تانے بانے بننے لگا تھا 20 برس کتنے جلدی بیت گئے تھے رخسار نے جب اپنا موازنہ کیا اور ثانیہ و ہدیم شاہ کی باتوں پر غور کیا تو وہ خود کو درست نہیں لگی اور اس نے فیصلہ کرلیا ہدیم شاہ کی زندگی میں شامل ہونے کا اسے احساس ہوگیا تھا کہ ہدیم شاہ غلطی پر ہوکر بھی غلط نہیں تھا کیونکہ اس نے صحیح فیصلہ بروقت کیا تھا اور اب اس کی باری تھی وہ بھی آج محبت اور عزت بھری زندگی جی رہی تھی اس کے تینوں بچے خوب پڑھے لکھے خوب سیرت و باکردار تھے اور یہ اس کے بیٹے نے آج ثابت بھی کردیا تھا ماضی سے نکلتی شام کی تیاری کرنے لگی آج شام حیا کی مایوں تھی اس کی شادی ثانیہ کے بیٹے سے ہورہی تھی رخسار ہدیم شاہ جلدی جلدی تیاری کررہی تھی کیونکہ ہدیم شاہ بس آنے ہی والا تھا۔آج اسے خود پر اپنے نام کے ساتھ جڑے رخسار ہدیم شاہ کے نام پر فخر محسوس ہورہا تھا وہ بہت زیادہ خوش و مطمئن تھی اور بے چینی سے ہدیم شاہ کی منتظر تھی اس نے ہدیم شاہ کی فیورٹ کلر کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی اور جیولری پہن کر خود کو آئینے میں دیکھا اور آسودگی سے مسکراتی ساڑھی کا پلو سنبھالتی لمبے بالوں کو آزاد چھوڑ کر باہر کی جانب بڑھنے لگی اور اس کا دل آج ایک انوکھی لے پر دھڑک رہا تھا وہ دھڑکنوں کو سنبھالتی اپنے مزاجی خدا کو ویلکم کہنے کے لئے جارہی تھی کیونکہ ابھی بہت دیر نہیں ہوئی تھی وقت اس کے ہاتھ میں تھا۔

☆☆☆☆